کز یں معنی بماندم در تحیر

بیت تفکر رفتن از باطل سوئے حق

بجزو اندر بدیدن کل مطلق

یہاں باطل مقابلہ میں حق کے ہے۔ اور جس طرح حق حقیقی و اضافی ہوتا ہے۔ حق حقیقی وجود واحد مطلق ہے۔ اور مقابل میں وجود کے عدم ہے۔ پس اصل باطل حقیقی عدم ہوگا۔ اَلَا کُلُّ شَیْءٍ مَا خَلَا اللّٰہِ بَاطِلٌ اور حق اضافی وہ ہے کہ اوس کا نفع بعضوں کو ہے بعضوں کو نہیں۔ جیسا شہد جس کا مزاج بارد ہووے اوسکو نافع و حق ہے اور مزاج محروری و صفراوی کو مضر و باطل ہے۔ اسی قیاس سے حق اضافی و باطل اضافی۔ یہ دونوں قسمیں حق حقیقی کے ہیں۔ کیونکہ وجود کے تحت میں داخل ہیں۔ تو اب باطل و حق جو اس شعر میں ہے سو مراد حقیقی ہے۔ معنی یوں ہوے کہ تفکر اصطلاح میں اس طایفہ کے سالک کا سیر کشفی ہے۔ اس طریق پر کہ کثرات و تعینات جو حقیقت میں باطل ہیں یعنے عدم ہیں۔ انسے گذر کر حق کے طرف جانا جو حق حقیقی وحدت وجود مطلق ہے اور اس جانے سے مراد سالک کا وصول مقام فنا فی اللہ تک ہی ہے

چنداں برو ایں رہ کہ دوی برخیزد
ور ہست دوئی براہ روی برخیزد
تو او نشوی ولے اگر سعی کنی
جائے برسی کز تو توئی برخیزد

اور دوسرے مصرع میں نہایت کمال معرفت کے طرف اشارہ ہے جو بقا باللہ ہے۔ یعنے تمام اشیاء کو ایک حقیقت کا مظہر دیکھیں جو

ہر جا ہے ایک نوع و طور سے ظہور کیا ۔ کیونکہ ہر مقید کو جب دیدہ بصیرت سے نظر کرے تو وہی مطلق ساتھ تعین کے ۔ اور سوائے ہست مطلق کے کوئی موجود حقیقی نہیں ہے ۔

۴ حکیماں کاندریں کردند تصنیف
چنیں گویند در ہنگام تعریف

۵ کہ چوں حاصل شود در دل تصور
نخستیں نام وے باشد تذکر

۶ وزو چوں بگذری ہنگام فکرت
بود نام وے اندر عرف عبرت

۷ تصور کاں بود بہر تدبر
بنزد اہل عقل آید تفکر

۸ ز ترتیب تصورہائے معلوم
شود تصدیق نامفہوم مفہوم

یعنے حکیم لوگ فکر کی اسطرح تعریف کرتے ہیں کہ جب دل میں کوئی تصور حاصل ہووے اوسکا پہلا نام تذکر ہے ۔ اور جب فکر تذکر اوس سے گذرے تو اسکو عرف میں عبرت کہتے ہیں اور جو تصور کہ موصوف ساتھ تدبر کے ہوا ۔ اور ملاحظہ ترتیب خاص کہ موجب انتاج مطلوب ہے ۔ اہل عقل کے پاس اوسی کا نام تفکر ہے ۔ اور ترتیب تصورہائے معلوم سے تصدیق نامفہوم مفہوم ہوتی ہے جسطرح

ترتیب

حقیقت انسان مجہول تصوری ہے کہ تصور حیوان اور تصور ناطق اور ترتیب خاص سے مفہوم ہوتی ہے۔

۷۸ مقدم چوں پدر تالی چو مادر
نتیجہ ہست فرزند اے برادر

۷۹ ولے ترتیب مذکور از چہ و چوں
بود محتاج استعمال قانون

۸۰ دگر بارہ دراں گر نیست تائید
ہر آئینہ کہ باشد محض تقلید

یعنے مقدمہ صغریٰ اور مقدمہ کبریٰ مانند ماں باپ کے ہیں۔ اور دونوں سے جو نتیجہ نکلتا ہے بجائے فرزند کے ہے۔ لیکن اس ترتیب مذکور میں جو حکیموں کا طریقہ ہے استعمال قانون کی محتاجی ہے۔ اور اگر تائید الٰہی اس میں نہ ہووے تو البتہ یہ تقلید محض ہے جب کثرت و وحدت متضاد میں مجرد ترتیب مقدمات سے معرفت الٰہی کا حصول مشکل ہے۔ اسی لئے فرمایا۔

۸۱ رہ دور و دراز است آں رہا کن
چو موسیٰ یک زماں ترک عصا کن

راستہ طریقہ استدلال کا دور و دراز ہے۔ یعنے نہایت مشکل ہے اوسے چھوڑ دے۔ اور مانند موسیٰ علیہ السلام کے ایک تھوڑی دیر عصا کو اپنے سے علٰحدہ کر۔ یہاں عصا سے مراد دلیل ہے۔ طالب الٰہی کو

چاہیے کہ ترک طریقہ استدلال کرکے توجہ طرف مبدا حقیقی کے کرے اور ساتھ ارشاد پیر کامل کے آئینہ دل کو غبار اغیار سے صاف کرے تا جمال محبوب حقیقی اوس آئینہ میں مُنہ دکھاوے۔ اور دوسروں کو جو بیان ہے وہ عیاں ہووے۔

۹۲ در آ در وادی ایمن کہ ناگاہ
درختے گویدت انی انا اللہ

یہاں وادی سے مراد وہ طریق تصفیہ ہے جو قابل تجلی الٰہی ہے اور درخت حقیقت انسانی ہے کہ محل تجلی ذات و صفات ربانی ہے۔ شیخ اس بیت میں فرماتے ہیں کہ تصفیہ کا طریق اختیار کر تا بحکم غلبہ تجلی احدی اور اتحاد مظہر و ظاہر کے اپنی حقیقت سے سماعت دل سے ندا اِنِّی اَنَا اللّٰہُ سنے گا تو اور ساتھ دیدۂ حق بیں کے تو خود کو اور خدا کو دیکھے گا۔ اور پہچانے گا۔ ۵

| | |
|---|---|
| ہر کہ بیرون ز خود اندر طلب سعی نمود | از پئے آب چو ماہی ہمہ عمر طپید |
| آنکہ با عقل طلب کرد ہمہ عمر نیافت | وآنکہ بے خویش درآمد بیکے لحظہ رسید |
| خواب جہل از حرم قرب ترا دور افگند | ورنہ نزدیک از دوست کسے ہیچ ندید |
| چونکہ خود را ہمہ دانی ہمہ بینی بیقیں | یافتی گنج سعادت کہ بران نیست مزید |

۹۳ محقق را چو از وحدت شہود است
نخستیں چشم بر نور وجود است

یعنی جو کامل کہ مراتب کثرت موہومہ صوری و معنوی سے عبور کرکے

ساتھ مقام توحید عیانی کے پہونچے۔ اور ساتھ دیدۂ حق ہیں کے بحکم کُنْتُ بَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِي۔ صور جمیع موجودات میں ساتھ دیدۂ حق کے مشاہدہ حق کا کرتا ہے اور خود کو اور تمامی اشیا موجودہ کو قایم بحق دیکھتا ہے۔

وے کز معرفت نور وصفا دید ۹۴
زہر چیزیکہ دید اول خدا دید

کیونکہ اظہر اشیا ہستی حق ہے۔ وہ خود ظاہر ہے اور دوسرے اشیا اس کے واسطے ظاہر ہیں۔ اسی واسطے محقق فرماتے ہیں اَلْحَقُّ مَحْسُوسٌ وَالْخَلْقُ مَعْقُولٌ۔ ٥

| | |
|---|---|
| رویت وظاہر است بعالم نہا کجا است | گر او نہان و جہان خود عیان کجا |

اصطلاح میں اس طایفہ کے خدا تعالے وجود واحد سے مراد ہے کہ ہر جا ایک طرح کی تجلی فرمائی ہے اور مکاشفات اہل کشف بحسب شارب واوقات مختلف اپنے مقام سے خبر دیتے ہیں ایک کہتا ہے کہ مَا رَأَيْتُ شَيْئًا إِلَّا وَرَأَيْتُ اللهَ قَبْلَهُ اور دوسرا کہتا ہے کہ مَا رَأَيْتُ شَيْئًا إِلَّا وَرَأَيْتُ اللهَ بَعْدَهُ کیونکہ وہ حقیقت ساتھ عوارض مشخصہ و پردۂ تعینات کے مستتر ہوی۔ پہلے نظر نقاب پر پڑتی ہے بعد معشوق پر۔ اور دوسرا کہتا ہے کہ مَا رَأَيْتُ شَيْئًا إِلَّا وَرَأَيْتُ اللهَ فِيهِ کیونکہ صور اعیان ممکنات جام و کاسہ اوس معنی حقیقی کے ہیں کہ محب ساتھ بادہ کے ہوی ہے۔ اور ایک کہتا ہے کہ مَا رَأَيْتُ شَيْئًا إِلَّا وَرَأَيْتُ اللهَ مَعَهُ

اس لئے کہ بحکم اتحاد مظہر و ظاہر۔ عاشق و معشوق۔ خارج میں ایک دوسرے سے ممتاز نہیں ہیں۔ اگرچہ عقل دونوں میں تمیز کرتی ہے۔ اور ہر ایک کو دوسرے کا غیر سمجھتی ہے۔

۸۵ بود فکر نکو را شرط تجرید
پس آنگہ لمعہ از نور تائید

یعنے نزدیک ارباب طریقت کے تفکر سیر الی اللہ و سیر فی اللہ و باللہ سے مراد ہے۔ جو موقوف تجرید ظاہر و تفرید باطن پر ہے۔ یعنے بحسب ظاہر مال و ملک و جاہ و منصب سے منہ چرائے۔ بلکہ جو چیز سالک کو راہ حق سے باز رکھے اوس سے علیحدہ ہو جاوے۔ و بحسب باطن اپنے دل کو غیر حق سے معرا کرے اور ایک لحظہ اس کے یاد سے غافل نہووے۔ اور یہ تجرید ہی کافی نہیں بلکہ ایک لمعہ نور و امداد الٰہی سے بھی چاہئے۔ ۵

| | |
|---|---|
| اگر از جانب معشوق نباشد کششے | کوشش عاشق بیچارہ بجاے نرسد |

اسی لئے فرمایا۔

۸۶ ہر آں کس را کہ ایزد راہ ننمود
ز استعمال منطق ہیچ نکشود

یعنے جو شخص طریقت معرفت الٰہی میں بمجرد عقل بے ارشاد کامل کے قدم رکھے یقین ہے کہ اوسے گمراہی و حیرت مذموم حاصل ہووے

۸۷ حکیم فلسفی چوں ہست حیراں

نمی بینند ز اشیاء غیر امکاں
ز امکاں میکنند اثبات واجب ۸۸
ازیں حیراں شدہ در ذات واجب

صوفیہ صافیہ نے مشاہدہ کیا کہ ذات واحد جو مطلق ہے عالم غیب ہویت سے مراتب اسما و صفات و آثار میں تنزل کی ہے اور ہر جا اور مظہر میں ایک طرح سے ظہور کی ہے اور تمام اشیا وجود حق سے قایم ہیں۔ اور حقتعالیٰ سب کا قیوم ہے۔ ۵

| | | |
|---|---|---|
| گنج پنہانست زیر ہر طلسم | | پیش عارف شد مسمی عین اسم |
| دیدۂ حق بیں اگر ہووے ترا | | او رخ از ہر ذرہ بنمودے ترا |

اور دوسری جماعت جو مقام تقلید میں ہے وجود ممکنات سے وجود واجب پر استدلال کرتی ہے۔ واجب الوجود وہ ہے کہ وجود اس کا اس کی ذات کا مقتضا ہووے۔ اور ممکن الوجود وہ ہے کہ اوس کا وجود مقتضائے ذات سے اوس کے نہووے۔ بلکہ موجودیت میں غیر کا محتاج ہووے۔ جو علت اوس کی ہووے اور جبکہ فلاسفہ اثبات ذات واجب ساتھ ممکن کے کرتے ہیں اسی لیے معرفت واجب میں حیران رہتے ہیں۔ کیونکہ معلول اثر علت ہے اور آثار ساتھ ذات و صفات کے دلایل ذات و صفات موثر کے ہیں۔ اور ضرور ہے کہ دلیل میں مدلول سے کوئی چیز ہووے۔ اسی لیے مقدمات دلایل عقلیہ نتیجہ پر مشتمل ہوتے ہیں۔ اور جب اون کے پاس

ذات ممکن من کل الوجوہ خلاف ذات واجب ہے پس دلیل میں کوئی چیز بھی مدلول سے شامل نہ ہوگی۔ اور جبتک کہ کوئی چیز کسی شخص میں نہووے ثابت ہے کہ وہ چیز واسطے دوسرے کے بھی معرفت کا ذریعہ نہ ہوسکے گی اسی سبب سے حیرانی و سرگردانی ہے چنانچہ فرمایا۔

۸۹
گہے اندر دور دار و سیر معکوس
گہے اندر تسلسل گشتہ محبوس

اصطلاح میں دور کے معنے توقف ایک شئے کا دوسرے پر۔ اور پھر توقف دوسرے کا وہی پہلی شئے پر ہووے۔ جیسے وجود مرغ کا انڈہ پر موقوف ہے۔ اور وجود اوسی انڈے کا وجود اوسی مرغ پر موقوف ہووے۔ اور تسلسل عبارت ہے وجود امور غیر متناہیہ سے ایک وقت میں اوپر سبیل توقف کے یعنے ایک دوسرے پر موقوف ہو۔ دوسرا تیسرے پر موقوف ہو۔ الی غیر نہایت ایسا ہی چلا جائے۔ جبکہ ممکن میں وجود و عدم برابر ہے۔ پس البتہ جہت ترجیح احد الطرفین اوپر دوسرے طرف ممکن ہے محتاج بعلت ہے۔ اگر وہ علت واجب ہے تو مدعا ثابت ہوا۔ اور اگر ممکن ہووے خالی نہیں ہے کہ وہی ممکن مفروض اول ہے یا دوسرا ممکن۔ اگر اول ہووے دور ہے کیونکہ ممکن اول موقوف ساتھ ممکن دوم کے ہوا۔ اور ممکن دوم ممکن اول پر موقوف ہے۔ اور یہی سیر معکوس ہے۔ اور اگر وہ علت دوسرا

ممکن

ممکن ہووے تو وہ بھی دو حال سے خالی نہیں۔ یا سلسلۂ احتیاج منجر بواجب ہوگا یا نہوگا۔ اگر منجر بواجب ہوگا فہو المراد۔ اور نہیں تو دوسرا ممکن معلول ہوگا۔ اور وہ دوسرا ممکن دوسرے ممکن کا معلول ہوگا۔ اسی طرح یہ سلسلہ بلا نہایت چلا جائے گا۔ یہی تسلسل کی گرفتاری ہے کہ کتنے ہی علتیں فرض کرو کسی مقام پر نہیں ٹھہر سکتے۔

۹۰ چو عقلش کرد در ہستی توغل
فرو پیچید پایش در تسلسل

یعنے جتنا کہ موجودات کو زیادہ ثابت کرتا ہے توحید سے دور پڑتا ہے اس لئے کہ جو شخص کہ حقتعالے کو بوسیلہ اشیا جانتا ہے حقیقت میں جاہل ہے۔ اور جو کہ اشیا کو حقتعالیٰ سے جانتا ہے وہ عارف ہے۔

| | |
|---|---|
| خویشتن را عریاں کن از فضل و فضول | ترک خود کن تا کند رحمت نزول |

جبکہ معرفت ایک چیز کی ایک چیز سے یا ساتھ مماثلت ذات کے ہوتی ہے یا مشابہت صفات سے۔ اس لئے فرمایا کہ۔

۹۱ ظہور جملہ اشیا بضد است
ولے حق را نہ مانند و نہ ند است

یعنے خدا تعالیٰ کا کوئی ذات و صفات میں شریک نہیں ہے بلکہ ذات و صفات جمیع مخلوقات کے عکس اوس کے ذات و صفات کے ہیں کہ آئینوں میں کثرت عالم کے ظاہر ہوئے ہیں۔

| | |
|---|---|
| وَمَا هِيَ اِلَّا اَنْ بَدَتْ بِمَظَاهِرٍ | فَظَنُّوْا سِوَاهَا وَهِيَ فِيْهَا تَجَلَّتْ |

| | | |
|---|---|---|
| مہر رخسار تو می تابد ز ذراتِ جہاں | | ہر دو عالم پر ز نور و دیدہ نابینا چہ سود |

ہستی حق کی دلیل حق کے سوا نہیں ہو سکتی ہے۔ کیونکہ کثرت کو اوس کے ہستی کے طرف راہ نہیں ہے اور دلیل کو ہستی ضرور ہے۔

۹۲ چو نبود ذاتِ حق را ضد و ہمتا
ندانم تا چگونہ داند اورا

یعنے جب ذاتِ حق کو کوئی مشابہ و مماثل نہیں ہے۔ بلکہ جو کچھ ہے وہی ہے کسی نے حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمہ سے پوچھا۔ مَا الدَّلِیْلُ عَلٰی وُجُوْدِ الصَّانِعِ یعنے صانع کے وجود پر کیا دلیل ہے فرمایا اَغْنَی الصَّبَاحُ عَنِ الْمِصْبَاحِ یعنے صبح ہونے کے بعد چراغ کی ضرورت نہیں فَسُبْحَانَ مَنْ لَیْسَ لِذَاتِہٖ خَفَاءٌ اِلَّا الظُّھُوْرُ وَلَا لِوَجْھِہٖ حِجَابٌ اِلَّا النُّوْرُ۔

| | | |
|---|---|---|
| حجاب روی تو ہم روی تست در ہمہ حال | | نہان ز چشم جہانے ز بسکہ پیدائی |

حضرت خواجہ عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اَللّٰھُمَّ تَلَطَّفْتَ بِاَوْلِیَائِکَ فَعَرَفُوْکَ۔ وَلَوْ تَلَطَّفْتَ بِاَعْدَائِکَ لَمَا جَحَدُوْکَ۔ یعنے یا اللہ تو نے جو اپنے اولیا پر مہربانی فرمائی تو انھوں نے تجھے پہچانا۔ اور اگر تیرے دشمنوں پر بھی مہربانی فرماتا تو وہ بھی تیرے منکر نہ ہوتے۔

۹۳ ندارد ممکن از واجب نمونہ
چگونہ دانَدش آخر چگونہ

ذاتِ واجب الوجود مطلق ہے۔ اور ذاتِ ممکن عدم اور کسی چیز کا جاننا بغیر اوس چیز کے نمونہ کے کہ ذات میں جاننے والے کے ہووے

یعنی کوئی ذات ہستی کو ایسا جاننا ہے جیسا کہ ہمیشہ اپنی نفس کو آنکھ سے جانتا ہے ایسے ہی معلوم ہوتا ہے جو کہ جاب ہے ہماری ہے

محال ہے۔ یعنی ممکن صرف اضافت ہے۔ اور ذات وصفات وافعال اشیا رسب عکوس ذات وصفات وافعال الٰہی ہیں کہ آئینوں میں تعینات کے جلوہ گر ہیں۔ اور جب تحقیق سے دلیل کو تصور کروگے تو عین مدلول ہے۔ اور کسی ایک شئے کو دلیل و مدلول بنانا جہالت ہے۔ کیونکہ دلیل چاہتی ہے کہ مدلول سے اظہر ہووے ہاں حقتعالیٰ کا عارف جبھی ہو سکتا ہے کہ وجود اضافی مجازی کو سطوت نور وحدت میں اوسکے فانی کرے۔ اور باقی بہ بقاء حق ہووے۔ اور حق سے حق کو دیکھے اور جانے۔

٩٤ زہے ناداں کہ او خورشید تاباں
بنور شمع جوید در بیاباں

یعنے وجود واجب کو ممکن سے پہچاننا اسطرح ہے کہ کوئی شخص آفتاب کو بیابان میں یعنے ایسی جاے میں جہاں حجاب وحایل نہ ہووے نور شمع سے ڈھونڈے۔ اور طرہ یہ کہ اوس شمع کا نور بھی اوس آفتاب سے مقتبس وحاصل ہووے۔

٩٥ اگر خورشید بریک حال بودے
شعاع او بیک منوال بودے

٩٦ ندانستے کسے کیں پر تو اوست
نبودے ہیچ فرق از مغز تا پوست

یعنے اگر آفتاب کو طلوع وغروب نہ ہوتا اور شعاع نور اوسکا ہمیشہ ایک

حال پر رہتا تو کسی شخص کو بھی یہ معلوم نہ ہوتا کہ یہ روشنی جو عالم میں ہے آفتاب کی پرتو سے ہے۔ بلکہ یہ سمجھتے کہ عالم اپنے ہی نور سے روشن ہے اسی طرح تجلی نور الٰہی جو ہمیشہ تاباں ہے۔ غایت شدت ظہور سے موجب خفا رحق ہے۔

۹۷ جہاں جملہ فروغ نور حق داں
حق اندروے زپیدائیست پنہاں

یعنے جہاں بہ لحاظ ذات ظلمت و عدم ہے۔ اور ہستی کے عالم میں نظر آتی ہے روشنی نور وجود حق ہے۔ کیونکہ جسطرح درمیان میں موجود و معدوم کے واسطہ نہیں ہے۔ اسیطرح وجود و عدم میں بھی واسطہ نہیں ہے۔ جسطرح آفتاب نصف النہار میں شدت ظہور سے دیدہ اوس کے نور کا ادراک نہیں کرتا ہے اوسیطرح نور خورشید ذات احدیت غایت ظہور سے اپنے پرتو میں مخفی نظر آتا ہے۔

۹۸ چو نور حق ندارد نقل و تحویل
نیاید اندرو تغییر و تبدیل

یعنے نور حقتعالی متواتر و متوالی تجلی شہودی سے ماہیات ممکنہ کے آئینوں میں منعکس و تاباں ہے۔ اور اوس تجلی کا فیض فیض مطلق کی ذات سے ہرگز منقطع نہیں ہوتا۔ اسی لئے نور الٰہی تجلی نامتناہی میں تغیر و تبدیل نہیں ہے۔ اسی سبب سے وہم ہوتا ہے کہ اشیاء کو وجود اپنے سے ہے اسی لئے فرمایا کہ۔

۹۹ تو پنداری جہاں خود ہست دایم
بذات خویشتن پیوستہ قایم

یعنے ارباب عقول ضعیفہ مشاہدہ نور آفتاب حقیقی کی تاب نہ لا کر گمان کرتے ہیں کہ اشیار کا وجود علیحدہ ہے۔ اگر مرتبہ وحدۃ الشہود کو پہونچتے تو جانتے کہ وجود واجب مظاہر امکانیہ میں ظاہر ہے۔ اور نہایت شدت ظہور نور وحدت سے انعکاس اوس کے موجودات متکثرہ نظر آکر مزل اقدام عقول ہوے۔ یہانتک ہر ایک کو ایک وجود علیحدہ تصور کرنے لگے پس جسقدر دلائل فراہم کرتے ہیں اوسی قدر اپنے مقصود سے دور ہوتے جاتے ہیں۔ اسی سبب سے فرمایا کہ۔

۱۰۰ کسے کو عقل دور اندیش دارد
بسے سرگشتگی در پیش دارد

۱۰۱ ز دور اندیشی عقل فضولی
یکے شد فلسفی دیگر حلولی

یعنے عقل فضولی کی دور اندیشی سے اشیار کے وجود کو غیر حق تصور کرتی ہے۔ ایک جماعت علیت وجود واجب اور معلولیت وجود ممکن کے قایل ہوے وہ فلسفی ہیں۔ اور ایک گروہ کہتا ہے کہ حقتعالی ساتھ ذات وصفات کے نشأ انسان کامل میں حلول فرماتا ہے مثل نصاریٰ کے حضرت عیسیٰ کے متعلق۔ اور نصیریہ کا حضرت علیؓ کے متعلق اعتقاد ہے۔ اور حق بات یہ ہے کہ ادراک توحید

حقیقی کشف والہام وشہود کے سواے میسر نہیں ہو سکتا اور عقل کے نسبت کشوفات سے ایسے ہی ہے جیسے حواس کی معقولات سے۔ یعنے جسطرح حواس ادراک معقولات نہیں کرسکتے اسیطرح عقل بھی ادراک کشوفات نہیں کرسکتی جسطرح فرمایا کہ۔

۱۰۲ خرد را نیست تاب نور آں روے
برو از بہر او چشم دگر جوے

جو دیدہ کہ ادراک حق کرسکتا ہے وہ دیدۂ دل ہے جس کا نام بصیرت ہے۔ جب تک دیدۂ بصیرت سرمۂ جواہر ریاضت وسلوک وتزکیۂ نفس وتصفیۂ قلب وتجلیۂ روح سے منور نہو وے جمال دوست کا مشاہدہ بطریق شہود کے نظر نہ آوے۔ اور یہ امر باتفاق ارباب طریقت کے سواے ارشاد پیر کامل حق بیں وحقداں کے حاصل نہو

۱۰۳ دو چشم فلسفی چوں بود احول
ز وحدۃ دیدن حق شد معطل

احول اوسکو کہتے ہیں کہ ایک کو دو دیکھے۔ جب حکیم فلسفی نے وجود ممکن کو غیر وجود واجب اعتقاد کیا ہے۔ اسی لئے وحدۃ حقیقی نظر نہ آئی۔ اور ذوق شہود توحید سے محروم ہوا اور صوفیہ کے پاس ایک ذات ایک حقیقت ہے کہ بحکم تجلی اسم ظاہر کے جمیع مظاہر میں ظہور کرکے ہر رنگ میں آپ ہی ظاہر ہوا۔ اور جب ظاہر و باطن میں سواے اوس حضرت کے کوئی چیز نہیں ہے تو فرماتے ہیں کہ۔

۱۰۴

زنابینائی آمد راہ تشبیہ
زیک چشمی ست ادراکات تنزیہ

مشبہ وہ جماعت ہے کہ حق کو مجسم اور تشبیہ میں منحصر جانتے ہیں اور تنزیہ سے غافل ہیں۔ اور اشیا رکے ذات و صفات کو عین ذات و صفات حق سمجھتے ہیں۔ پس مطلقاً ذات و صفات تشبیہی و تنزیہی توحید حق کو نہ سمجھے اسی لئے اندھے ہیں۔ اور منزہ ایک چشمی ہیں اس لئے کہ ذات حق کو صفت تنزیہ میں جانتے ہیں لیکن حیثیت ظہور ست نفاتیہ نہ دیکھے نہ پہچانے۔ اور وہ لوگ تشبیہ و تنزیہ کو جمع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حق جمیع تعینات میں ساتھ حقیقت واحد کے جو ذات و صفات سے مبرا و منزہ ہے۔ کیونکہ وہاں غیریت و اثنینیت کا ملاحظہ نہیں کیا جاتا اور حق تعالیٰ مشبہ ساتھ جمیع تعینات کے اس لحاظ سے ہے کہ وہی ہر شئے کی صورت میں ظاہر ہوا ہے اور نقش ہے ہر تعین کے تجلی فرماتا یہی شخص ہے عارف باللہ اور دونوں کو درست دیکھتا ہے۔ ؎

| | |
|---|---|
| فَاِنْ قُلْتَ بِالتَّنْزِیْہِ کُنْتَ مُقَیِّدًا | وَاِنْ قُلْتَ بِالتَّشْبِیْہِ کُنْتَ مُحَدِّدًا |
| وَاِنْ قُلْتَ بِالْاَمْرَیْنِ کُنْتَ مُسَدِّدًا | وَکُنْتَ اِمَامًا فِی الْمَعَارِفِ سَیِّدًا |

۱۰۵

تناسخ زاں سبب شد کفر و باطل
کہ آں از تنگ چشمی گشت حاصل

ایک جماعت اوس طرف گئی ہے کہ روح انسانی اپنے ذات سے قایم نہیں ہے۔ اور زوال و عدم بھی اوس پر طاری نہیں ہوتا۔ پس

ضرورت کہ اوس روح کو مظہر جسمانی ہووے کہ قیام اوس روح کا مظہر سے ہووے۔ اور جس وقت کہ وہ مظہر خراب ہووے چاہئے کہ دوسرے مظہر سے بے انقطاع کے تعلق اوس کا ہووے۔ خواہ وہ مظہر اعلےٰ ہووے یا ادنےٰ۔ یہ تناسخ ہے جو کفر و باطل ہے۔ اس لئے کہ اعمال کا بدلہ جسطرح کہ انبیا علیہم السّلام نے فرمایا ہے رد وہ اس کے قایل نہیں ہیں۔ اور قیامت کے منکر ہیں اور ارواح کو احتیاج اجسام کی کیا ضرورت۔

۱۰۶ چو اکمہ بے نصیب از ہر کمالست
کسے کو را طریق اعتزالست

معتزلہ وہ گروہ ہے کہ لقاے حق کے دنیا و آخرۃ میں منکر ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ بندہ اپنے افعال کا آپ خالق ہے۔ نیکی حقتعالیٰ سے ہے۔ اور بدی نفس سے۔ اور مرتکب کبیرہ نہ مومن ہے نہ کافر۔ بلکہ ایک مقام دو مقاموں کے درمیان میں ثابت کرتے ہیں۔

۱۰۷ کلامے کو ندارد ذوق توحید
بتاریکی درست از غیم تقلید

کلامی وہ جماعت ہے کہ علم کلام کے طرف منسوب ہے۔ اور کلام مراد ہے معرفت عقاید کی ساتھ دلایل عقلیہ کے جس کی تایید نقل سے ہوتی ہو یعنے متکلمی ذوق توحید عیانی تک نہ پہونچے۔ اور نور وحدۃ حقیقی کو دیدۂ مکاشفہ سے نہ دیکھ سکے اسی لئے بر سبیل عموم فرماتے ہیں کہ۔

١٠٨ رند وار دو چشم اہل ظاہر
که از ظاہر نه بیند جز مظاہر

یعنے اہل ظاہر حق کو ساتھ تجلی اسم ظاہر کے اون مظاہر میں ظاہر نہیں دیکھتے ہیں۔ اور نہیں سمجھتے ہیں کہ وہی تمام صورتوں میں جلوہ گر ہے۔

| | |
|---|---|
| یا پیشت حاضر و تو از خودی غایب ازو | با خود آ آخر چه گم کردی بگو |

١٠٩ از و هر چه بگفتند از کم و بیش
نشانے داده اند از دیده خویش

یعنے ہر شخص اپنی قابلیت اور استعداد فطری کے موافق اوس کا نشان دیتا ہے اسی لئے اون کے مشاہدوں میں اختلاف ہوا ہے اور سریان ذات تعالی ہر جو موجودات میں ہے غافل ہیں۔ اور انھیں حقیقت حالت خبر نہیں فرماتے ہیں۔

١١٠ منزه ذاتش از چند و چه و چون
تعالیٰ شَانُهٗ عَمَّا یَقُوْلُوْنَ

[illegible]

یعنے ذات حق کم و ماہی و کیف سے منزہ ہے۔ اور اوسکو ساتھ کسی چیز کے کسی طرح نسبت نہیں ہے اس لئے کہ اوس حضرت میں کوئی چیز آتی نہیں ہے جب سوائے اس کے کوئی موجود ہی نہیں ہے تو اوس کی دلیل سوائے اوس کے نہیں ہو سکتی کہ لَا یَحْمِلُ عَطَایَاهُمْ اِلَّا مَطَایَاهُمْ اور سالک راہ طریقت کی نہایت روش اس کے سوا نہیں ہے کہ حق کی تجلی میں محو اور تلاشی ہووے۔ اور اپنی اصلی عدمیت

یعنی عطیات کو اونھیں
اون کے مطایا
کے سوا کوئی نہیں اٹھا سکتا

کے طرف رجوع کرے۔

سوال۔ کدامی فکر مارا شرط راہست
111 چرا گہ طاعت و گاہے گناہست

یعنے سایل پوچھتا ہے کہ وہ فکر جو سالکان راہ حقیقت کے لئے ضروری ہے کونسی ہے۔ اور کیا سبب ہے کہ وہی فکر کبھی طاعت کبھی گناہ ہو جاتی ہے

جواب۔ در آلاء فکر کردن شرط راہست
112 ولے در ذات حق محض گناہ است

چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ تفکروا فی الاء اللہ ولا تفکروا فی ذات اللہ یعنے اللہ تعالےٰ کے نعمتوں میں فکر کرو۔ اور اوسکی ذات میں فکر نہ کرو یہاں مراد آلاء سے صفات وافعال الٰہی ہے۔ جو تمام نعمتوں کا منشا ہے

113 بود در ذات حق اندیشہ باطل
محال محض دان تحصیل حاصل

جب ذات حق تعالےٰ ہستی مطلق سے مراد ہے۔ اور دلیل کو بھی ہستی ضرورت۔ پس جو چیز کہ ذہن میں یا خارج میں تصور اوس کا کرکے معرفت ذات حق کے لئے وسیلہ بنائیں۔ اللہ تعالیٰ اوس چیز سے بھی زیادہ حاضر و حاصل ہے کیونکہ عام خاص سے زیادہ ظاہر ہے پس تفکر ذات حق میں تحصیل حاصل ہے اور یہ باطل محال ہے اسی لئے فرمایا

114 چو آیاتست روشن گشتہ از ذات
نگردد ذات او روشن ز آیات

۱۱۵ همه عالم بنور اوست پیدا
کجا او گردد از عالم هویدا

۱۱۶ نگنجد نور ذات اندر مظاهر
که سبحات جلالش هست قاهر

یعنے تمام اعیان موجودات ممکنہ نور حق سے متجلی ہیں اور اوس تجلی کے واسطے سے ان اشیا کی صورت ہے۔ اور کوئی شے اوس کے ظہور کا سبب نہیں ہو سکتی ہے۔ کیونکہ کوئی چیز اوس کے سواے نہیں ہے تا اوس کے ہویدائی کا وسیلہ بن سکے۔ بلکہ تمام تعینات اسما و صفات حق سے ظاہر ہیں۔ اور جب نور تجلی ذاتی ہووے تو موجب رفع تعینات ہے اس لئے کہ نور ذات مظاہر میں گنجایش نہیں رکھتا ہے۔ اور اوس کے سبحات جلال یعنے انوار عظمت کبریائی سب کو مٹا دیتے ہیں۔ ؎

| | |
|---|---|
| اے شاہ عالم سوز من | وے ماہ جہان افروز من |
| اے ساز من اے سوز من | کے بینمت بار دگر |

*

۱۱۷ رها کن عقل را با حق همی باش *
که تاب خور ندارد چشم خفاش

یعنے جب معرفت حقیقت وسایل و دلایل سے حاصل نہیں ہو سکتی ہے پس عقل وسیلہ جوئی کو چھوڑ دے۔ اور مرشد کامل کے ارشاد کے موافق ہمیشہ یاد حق میں رہ۔ تا آئینہ دل زنگ غیر سے مصفا ہو کر مجلا و محل تجلی الہی ہووے۔ اور حق سے حق کو

مشاہدہ کرے اور بوسیلہ آلہ کے کہ فکر ہے معرفت تامہ حاصل ہووے یہی طریقہ اولیا و انبیا کا ہے۔ اور عقل اس جگہ مثل خفاش ہے۔ اِس لئے فرمایا کہ۔

۱۱۸ دراں موضع کہ نورِ حق دلیلست
چہ جائے گفتگوئے جبرئیلست

۱۱۹ فرشتہ گرچہ دارد قرب درگاہ
نگنجد در مقام لی مع اللّٰہ

۱۲۰ چو نورِ او ملک را پر بسوزد
خرد را جملہ پا و سر بسوزد

یعنے جب نورِ تجلی الٰہی راہبری کرتا ہے۔ سالک بغیر واسطہ کے حق تک پہونچ جاتا ہے۔ اور مرتبہ انسان کامل کا بلحاظ حصول جمعیت اسمائے الٰہی و حقایق کونی کے مقرب فرشتہ سے بھی افضل ہے۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ لِی مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ لَا یَسَعُنِیْ فِیْہِ مَلَکٌ مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِیٌّ مُرْسَلٌ۔ بعض کہتے ہیں کہ یہاں نبی مرسل سے مراد آنحضرت کی ذات مقدس ہے آخر وہ بھی تعین ہے۔ اور تعین کو اس حضرت میں گنجائش نہیں چنانچہ فرمایا کہ فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّہٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَہٗ دَکًّا۔ اسی مقام طرف اشارہ ہے۔

۱۲۱ بود نورِ خرد در ذات انور

بساں چشم سر در چشمۂ خور

یعنے جسطرح دیدۂ ظاہر آفتاب کے دیکھنے سے خیرہ و تاریک ہوتا ہے اسیطرح دیدۂ عقل نور تجلی ذاتی سے تاریک ہوجاتا ہے اور غایت قرب عدم رویت کا سبب ہے۔ جسطرح فرماتے ہیں۔

۱۲۲ جو مبصر با بصر نزدیک گردد
بصر ز ادراک او تاریک گردد

یعنے جسطرح دیدہ کی نسبت کرتے مرئیات کا بہت نزدیک ہونا سبب تاریکی بصر اور عدم ادراک مبصر ہوتا ہے۔ یہی حال دیدۂ باطن کا بھی ہے۔ جبکہ غایت نزدیکی سے دیدہ میں تاریکی ہوتی ہے اور ادراک حاصل نہیں ہوتا اس لئے فرمایا۔

۱۲۳ سیاہی گر بدانی نور ذاتست
بتاریکی درون آب حیاتست

یعنے سیاہی کہ مراتب مشاہدات میں دیدۂ بصیرت سے جو سالک کو نظر آتی ہے وہ بسبب نہایت نزدیکی کے بصر و بصیرت کو حاصل ہوتی ہے۔ اور اوسی تاریکی میں نور ذات ہے جو مقتضی فنا ہے اور آبحیات بقا باللہ جو موجب حیات سرمدی ہے۔ خلاصہ یہ کہ جو اس معنی کو ذوق سے حاصل نکرے اوس سے جسقدر بیان کیجیے ستر و خفا بڑھتا جاتا ہے۔

۱۲۴ سیہ جز قابض نور بصر نیست

نظر بگذار کیں جائے نظر نیست

یعنے نور سیاہ جو نہایت قرب سے ہے وہ نور بصر کو قبض کرتا ہے اور بصیرت اس حال میں بے ادراک ہوتی ہے اسی لئے کہا کہ نظر چھوڑ دے۔ کیونکہ نظر ناظر و منظور کو چاہتی ہے۔ اور یہ مقام نظر نہیں ہے۔ کیونکہ یہاں مرتبہ فنا و محو تعینات و رفع اثنینیت ہے

(۲۵) چہ نسبت خاک را با عالم پاک
کہ ادراک است عجز از درک ادراک

یعنے نہایت کمال ممکن یہ ہے کہ اپنی اصلی آدمیت کے طرف رجوع کرے۔ اور اپنی نادانی و نیستی کو جانے۔ اور یقین کرے کہ نہایت علم و ادراک عدم ادراک ہے۔ کیونکہ مدرک حقیقی غیر متناہی ہے۔ اور علم متناہی یہی مقام حیرت و استغراق ہے اور یہی ہے کہ ظہور فناء من لم یکن و بقاء من لم یزل اور بحکم اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا یعنے ہستی ہست کو اور نیستی نیست کو راجع ہووے۔ پس ممکن امکانیت کے لحاظ سے ہمیشہ نیست و ظلمت میں ہے اس لئے فرمایا۔

(۲۶) سیہ روئی ز ممکن در دو عالم
جدا ہرگز نشد واللہ اعلم

یعنے سیہ روئی جو مراد ظلمت و نیستی وجہ امکانیہ ہے ہرگز ممکن سے جدا نہوگی۔ اور ہستی ممکن عبارت ظہور وجود واجب سے ہے

رہی

اوسکی صورت میں یہی وجہ باقی ہے ۔ مَا عِندَکُم یَنفَدُ وَمَا عِندَ اللّٰہِ
بَاقٍ ۔

۱۲۷ سواد الوجہ فی الدارین درویش
سواد اعظم آمد بے کم و بیش

اصطلاح صوفیہ میں فقر فنا فی اللہ سے مراد ہے ۔ اور یہ سواد وجہ سواد اعظم ہے ۔ اس لئے کہ سواد اعظم وہ ہے کہ جو کچھ چاہیں اس میں ہو وے ۔ اور جو کچھ تمامی مراتب موجودات میں مفصل ہے اس مرتبہ میں بطریق اجمال ہے ۔ جیسے جھاڑ تخم میں ۔ چونکہ یہ مقام بیان کرنے سے اعلےٰ ہے اس لئے فرمایا کہ ۔

۱۲۸ چہ میگویم کہ ہست این نکتہ باریک
شب روشن میاں روز تاریک

احتمال ہے کہ مراد شب روشن سے ذات احدیت ہو وے بسبب بیرنگی و بے تعینی کے شب سے تشبیہ دیگئی ہے ۔ اس لئے جسطرح رات میں کسی چیز کا ادراک نہیں ہو سکتا ہے اسیطرح مرتبہ ذات میں کہ مرتبۂ فنا ظاہر ہے ادراک و شہود نہیں رہتا اور روشن اس لئے کہا کہ سب اشیاء اوسی کی روشنی سے نمودار ہیں ۔ اور روز تاریک سے مراد تعینات و کثرت امکانی ہے جو مثل روز نمود رکھتے ہیں لیکن فی حد ذاتہا تاریک و عدم ہیں پس باوجود ظہور کے مخفی نظر آتے ہیں ۔ چونکہ اکثر اظہار اسرار

تجلیات باعث طعن وانکار ہے اس لئے فرماتے ہیں۔

۱۲۹ درین مشہد کہ انوار تجلیست
سخن دارم ولے ناگفتن اولیست

مشہد محل شہود ہے۔ اور تجلی سے مراد مَا یَنکَشِفُ لِلقُلُوبِ مِنْ اَنوَارِ الغُیُوبِ ہے۔ اور جبکہ دل سالک مصفی ہوتا ہے اوس میں انوار الہی تمثل بجمیع الوان ہوکر چمکتے ہیں۔ اور حقتعالی بصورت وکیفیت وبے صورت وکیفیت اوس کے دل پہ جلوہ گر فرماتا ہے۔ کیونکہ حق کو مثل نہیں لیکن مثال ہے۔ اور تجلی موسی شجرہ وادی ایمن سے اسی قبیل سے ہے اور حدیث رَأَیْتُ رَبِّی فِی اَحْسَنِ صُوْرَۃٍ چونکہ ہستی مطلق سوا ہستی مطلق کے نظر نہیں آسکتی اس سلئے فرمایا کہ۔ مثنوی۔

۱۳۰ اگرچہ خور بچشم خود چارمین است
شعاع نور واتش برزمین است

۱۳۱ اگر خواہی کہ بینی چشمۂ خور
تراحاجت فتد باجرم دیگر

۱۳۲ چو چشم سر ندارد طاقت وتاب
تواں خورشید تاباں دید درآب

۱۳۳ ازوچو روشنی کمتر نماید
دراوراک توحالی میفزاید

لیے کہ جب مشاہدہ جرم آفتاب کا پانی میں کریں تو اوسقدر مانع
رویت نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ ایک طرح کا ادراک ہو سکتا ہے اس
تمثیل سے غرض معقول کا محسوس پہ قیاس کرنا ہے اسی لئے فرمایا کہ

١٣٤ عدم آئینہ ہستیست مطلق
کزو پیداست عکس تابش حق

یعنے ہستی مطلق کہ نور مطلق ہے اگر مقابل ہیں اوس کے ایسی چیز
نہووے کہ نور مطلق کا اثر اوس کا نظر آوے تو کسی وجہ سے مدرک
نہو سکے گا اور مقابل ہستی کا نیستی کے سوا ہے نہیں ہے پس
عدم وجود کا آئینہ ہوا یہاں عدم سے مراد اعیان ثابتہ ہیں۔
یعنے ماہیات ممکنہ جنکا نام صور علمیہ بھی ہے۔ اور نور وجود نے
اون کے استعدادات و قابلیات کے موافق اوس میں ظہور
کیا۔ یعنے آئینہ عدم سے کہ اعیان ہے عکس تابش نور وجود حق
ظاہر ہے۔ اور حقیقتیں صورت اعیان میں ظہور کیا۔ اور اونکے
آثار و احکام وجود میں ظاہر ہیں۔ اور وہ اوسیطرح معدوم ہیں
اور یہ مسئلہ بغیر کشف کے کما ینبغی سمجھ میں نہیں آتا۔

١٣٥ عدم چوں گشت ہستی را مقابل
درو عکسے شد اندر حال حاصل

١٣٦ شد آں وحدة ازیں کثرة پدیدار
یکے را چوں شمردی گشت بسیار